

سَلَامٌ الْفَضْلُ بِسْمِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مِنْ شَاءَهُ وَاللّٰهُ وَاَسْمِعْ عَزِيمٌ  
 دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے  
 غسلیٰ اَنْ یَّبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا  
 اب کیا وقت غزوات ہے میں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نئی آہا پر دنیا نے اسکو قبول کیا۔ لیکن خدا اسکو قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔  
 (السام ص ۱۰۰)

**فہرست مضامین**

- ۱۔ رینیۃ المسیح اخبار احمدیہ ص ۱
- ۲۔ فہرست قومیاتیں۔ نظم ص ۱
- ۳۔ مولوی محمد علی صاحب کے اخلاق کا نمونہ ص ۱
- ۴۔ صلح کے محل کی بنیادیں اور ص ۱
- ۵۔ ہندوستان کے اثننا پسندوں کا ائینہ ص ۱
- ۶۔ کمونٹا پیسے ص ۱
- ۷۔ دین قرآن کریم کے فوٹ ص ۱
- ۸۔ دو کنگ مشنریوں سے مطالبہ ص ۱
- ۹۔ یورپ کی خبریں ص ۱
- ۱۰۔ ہندوستان کی خبریں ص ۱

پہلی بار پندرہ سالہ

مہنگل دھند کو شائع ہوتا ہے۔

**الفصل**  
 تہذیب و تمدن کے مسائل  
 رسالت اور پیغمبر

Digitized by Khilafat Library

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (السام ص ۱۰۰)

**جلد ۱، جنوری ۱۹۱۹ء، شنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ نمبر ۱**

**المسیح**

حضرت خلیفۃ المسیح کو چند دنوں سے زکام کی شکایت ہے جو خدا کے فضل سے تخفیف پائی ہے۔ ۲۔ تاریخ جنوری طبعی شیروں کی سائے کے مطابق کچھ دنوں تبدیل ہوئے ہیں۔ ہوا اور کام۔ جو یہاں رکھ کر ہمیں بھورا کرنا ہی پڑتا ہے کھیتہ اجزاز کے لئے برابر اور یا سہ بیاس نشر لیتے گئے ہیں۔  
 ۳۔ اور ۴۔ تاریخ کی درمیان رات کو باؤنہ زوالین صاحب کی روکان میں نوبت کی کاروائی ہوئی۔ کئی سو روپیہ کے مال کا نقصان سنا گیا ہے۔ یہ خبر کمپولیس چوروں کا پتہ لگانے کی قابلیت کا ثبوت دے گی

**اخبار احمدیہ**

ایک احمدی کو اعزازی خطاب  
 جناب ملک صاحب صاحب  
 اکثر اسسٹنٹ کشنر  
 گورنمنٹ اسکول کوئٹہ  
 پر ایم۔ بی۔ ای کا خطاب ملا۔ جس کے لئے ہم ملک صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں۔  
 مولوی محمد ابراہیم صاحب  
 بقا پوری نین باہر  
 سے ضلع سیالکوٹ میں بھیجے جاتے ہیں  
 وہ دس چھ ماہوں میں قیام کر کے ورس

تعمیر کیا دیا کریں گے۔ اور پندرہ برس روز باہر ریاست میں تبلیغی دورہ کریں گے۔ احمدی اصحاب ضلع سیالکوٹ اس کام میں ان کو مدد دیں۔ اور کوئی مقام جو تبلیغ کے لئے مناسب ہو خالی نہ جانے دیں۔  
 شیر علی عفی عنہ۔ سکریٹری ترقی اسلام  
 اخبار احمدیہ  
**مناز جنازہ**  
 اور برادر امانت خان صاحب الہ آبادی کی اہلیہ سے انتقال کیا۔ انا ملکہ وانا لیلہ  
 اصحاب جنازہ صاحب پڑھیں۔

# فہرست نومبالتعین

یہ فہرست جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع  
 ہے۔ تاہم اگر اسے بالکل مکمل سمجھنا چاہو  
 بعض ایسے لوگ جو قاریان اگر بیت  
 کرتے ہیں ان کے نام محفوظ رکھنے کی  
 اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں  
 کی گئی۔ پھر بعض لوگوں کے ذریعہ بیت  
 کرنے والوں کے نام بھی مستحکم لوگوں کی فہرست  
 سے کسی نہ کسی باعث سے رلیجاتے ہیں  
 نیز بعض لوگوں نے نام مہیا ہو سکتے ہیں  
 ان کو شامل کر دیا جاتا ہے۔ اور بعض  
 یہ فہرست ہے۔ (ایڈیٹر)

- بیت ۱۹۱۸ء نومبر
- ۱۵۲۹۔ الہیہ سیاں خداداد بخش صاحب منٹو گورداسپور
  - ۱۵۲۷۔ والدہ ام الدین صاحبہ منٹو گورداسپور
  - ۱۵۲۸۔ سفیرہ
  - ۱۵۲۹۔ نظام الدین صاحب
  - ۱۵۳۰۔ اللہ نوک صاحب
  - ۱۵۳۱۔ عبداللطیف صاحب گجرات
  - ۱۵۳۲۔ الہیہ نورا احمد صاحبہ لاہور
  - ۱۵۳۳۔ غلام علی صاحب منٹو گورداسپور
  - ۱۵۳۴۔ صاحب دین صاحب
  - ۱۵۳۵۔ محمد فاضل صاحب
  - ۱۵۳۶۔ الہیہ احمد صاحب
  - ۱۵۳۷۔ پیر سردار شاہ صاحب گورداسپور
  - ۱۵۳۸۔ رشید احمد صاحب ہوشیارپور
  - ۱۵۳۹۔ ابو غلام محی الدین صاحب ازلیہ
  - ۱۵۴۰۔ الہیہ احمدین صاحب لاہور
  - ۱۵۴۱۔ عبدالغفور صاحب کوٹاٹ
  - ۱۵۴۲۔ مراد علی صاحب منٹو گورداسپور
  - ۱۵۴۳۔ فضل احمد صاحب
  - ۱۵۴۴۔ عبدالمجید صاحب

- ۱۵۲۵۔ مولابخش صاحب منٹو گورداسپور
- ۱۵۲۶۔ محمد عارف صاحب
- ۱۵۲۷۔ گھنٹے شاہ صاحب
- ۱۵۲۸۔ الہیہ کریم اللہ صاحب جہلم
- ۱۵۲۹۔ محمد رستم علی صاحب برکالی
- ۱۵۵۰۔ ہدایت خاتون صاحبہ سندھ
- ۱۵۵۱۔ کاکا صاحب منٹو گورداسپور
- ۱۵۵۲۔ عمر حیات صاحب کوٹاٹ
- ۱۵۵۳۔ الہیہ عمر حیات صاحب
- ۱۵۵۴۔ ثانی الہیہ عمر حیات صاحب
- ۱۵۵۵۔ عبدالمجید صاحب بغداد
- ۱۵۵۶۔ دریا خان صاحب میرپور میرس
- ۱۵۵۷۔ جنرل جی صاحب
- ۱۵۵۸۔ اتالیقی نظر الحق صاحب پشاور
- ۱۵۵۹۔ محمد فاضل صاحب سندھ
- ۱۵۶۰۔ برون خان صاحب منٹو گورداسپور
- ۱۵۶۱۔ الہیہ
- ۱۵۶۲۔ حیدر علی صاحب
- ۱۵۶۳۔ محمد اسماعیل صاحب
- ۱۵۶۴۔ یاور علی صاحب
- ۱۵۶۵۔ امانت بی بی صاحبہ
- ۱۵۶۶۔ رقیہ صاحبہ
- ۱۵۶۷۔ جنت علی صاحب
- ۱۵۶۸۔ نور بخش صاحب
- ۱۵۶۹۔ سید عبدالحی صاحب جالندھر
- ۱۵۷۰۔ الہیہ منشی عبدالواحد صاحب شملہ
- ۱۵۷۱۔ محمد دین صاحب سندھ
- ۱۵۷۲۔ فضل مراد صاحب
- ۱۵۷۳۔ حسین لہلی صاحب
- ۱۵۷۴۔ فضل بی بی صاحبہ
- ۱۵۷۵۔ رحمت بی بی صاحبہ
- ۱۵۷۶۔ فضل بی بی صاحبہ
- ۱۵۷۷۔ رشیم بی بی صاحبہ
- ۱۵۷۸۔ شمس بی بی صاحبہ

## نظم

### پھر کیوں نہ ہو تو موسیٰ عمران کا وارث

محمود ہوا عیسیٰ دوران کا وارث  
 ہے حسن کا اور اسکے یہ احسان کا وارث  
 دل پر تھے اللہ کی باتیں ہوئیں نازل  
 پھر کیوں نہ ہو تو موسیٰ عمران کا وارث  
 دشمن پہ ترسے تو اکی بھڑک اٹھا  
 ہے آن میں نوح صاحب طوفان کا وارث  
 حق صاف کہو لوگ میں کسی سو نہ ڈرو تنگ  
 ہے دشمن بد میں ترا شیطان کا وارث  
 گردِ صحت محمد و ظیفہ کرے احمد  
 لیکن بے کہ ہو جائے تو ایمان کا وارث

## دُبَاعِی

کیا تم کو بتاؤں میں مقام محمود  
 ہر ذرہ میں جب نقش ہے نام محمود  
 ہے اس کی اطاعت میں تمہاری اطاعت  
 پر بادۂ احمد ہے عمام محمود  
 (رشید احمد بن حفانی مرحوم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
وَبِصَلٰةِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

## الفضل

قاریان دارالامان، جنوری ۱۹۱۹ء

## مولوی محمد علی صاحب کے اخلاق کا نمونہ

### غیر مبایعین کی توجہ قابل

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے لے کر اس وقت تک مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تحریر و تقریر میں خاندان سچ و موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عموماً اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو خصوصاً جس قدر سبب شتم کا بروت بنا رکھا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ اس سے ان کی تہذیب و اخلاق کا نہایت آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور سمجھ دارا محاسبان کی اصلاحی موت کا مدت سے جنازہ پڑھ چکے ہیں۔ لیکن حال ہی میں جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان کی اس معاندانہ کارروائی کو جو انہوں نے اپنے حلیہ پر ایک بے قائدہ طریق سے گفتگو کرنے کے متعلق کی تھی "چالاک کی" قرار دیا۔ جو واقعہ میں چالاک کی سے بھی بڑھ کر کچھ اور کہنے کے قابل تھی۔ تمام انہوں نے اپنی افتخانی ذمت دکھانے کے لئے لکھا کہ جو آپ نے اسے میری چالاک کی قرار دیا ہے اور میرے خیالات کو زہر قرار دیا ہے۔ وہ میں آپ کو اللہ معاف کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ محض شائستگی تھے۔ تاہم ان سے امید ہو سکتی تھی کہ شاید آپ آئندہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات

کے خلاف اس زہر کے آگے سے باز رہیں گے جو آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے۔ اور اس بد زبان کو ترک کر دیں گے۔ جو اس سے پہلے آپ کی تقریر اور تحریر کی خاص خصوصیت ہے۔ لیکن کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ جس دن مولوی محمد علی صاحب نے لفظ چالاک اور زہر کے معاف کرنے کا اعلان کیا اس کو ایک آدھ دن ہی پیشتر جو رسالہ لکھا ہے اور جسے معافی کا اعلان کرنے کے بعد اپنے رسالہ حلیہ پر سوشلے زائد خود پڑھ کر سنایا اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق حد سے بڑھ کر بد زبانی اور بیوردہ سرائی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف ہماری امید کو یاس سے بدل دیا ہے۔ بلکہ اپنے اخلاق کے گندے اور ناپاک ہونے کا پہلے سے بھی بڑھ کر ثبوت و پدیا ہے۔ کاش اگر اور نہیں تو وہ اپنے معافی نامہ کا ہی خیال رکھتے اور گایوں اور بد زبانوں کا پلندہ جو پیشتر سے تیار کر چکے تھے۔ سچ پر کھڑے ہو کر سنانے کی بجائے۔ آگ کی نظر کر دیتے۔ تا اس قدر حلیہ جنیال بد زبان پڑتا کہ وہ بد زبان کو تہذیبی اخلاق سے کام لینے کی طرف منوجہ ہوتے ہیں۔ خیر اس بات کے یقین کر لینے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں رہ گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خلاف بد زبان کرنا مولوی محمد علی صاحب کی طبیعت ثانی۔ تسخیر اور استزائیں پذیرہ عقل اور تخفیر اور تہذیب میں کنا عرض منجبی ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے تمام شرفیقاں اخلاق و عبادات کو بالکل جواب دیا ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم ان کے اس سیکر کے بعض فقرات پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے اسی رسالہ حلیہ پر پڑھ کر شہ نایا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم ان کے تخفیر اور استزائیں کلمات کو پیش کریں۔ ان کا یہ دعویٰ جو اسی سیکر میں حضرت

خلیفۃ المسیح ثانی کو مخاطب کر کے کیا گیا ہے۔ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ

"میں نے ہمیشہ باوجود آپ کے عقائد کے ساتھ اختلاف کے..... آپ سے رہی سلوک کیا ہے۔ جو ایک محسن کے فرزند سے شرفیقاں طور پر ہونا چاہئے"

اس دعویٰ کی صداقت کے پرکھنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک وہ کونسا سلوک ہے جو "محسن کے فرزند سے شرفیقاں طور پر ہونا چاہئے" ان کے ذیل کے فقرات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ایک نامہ فقرہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔ "آپ کی اس طفلانہ ذلیل کو اگر ذرا واضح کیا جائے" مرآۃ الحقیقت ص ۱۰

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے رسالہ حقیقۃ الامر میں جو یہ لکھا تھا کہ

"بجائے اس کے کہ یہ اوقات (بیماری) مجھے اپنے عقیدہ سے متزلزل کر دیتے۔ یا موت کا سامنا میرے قدم کو رکھ کر اڑتیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان عقائد پر میں نے کامل تسلی پائی۔ اور انہی کی اشاعت اور ان پر ثابت قدم رہنے کو میں اپنے لئے باعث مغفرت جانتا تھا اور میرا دل اس وقت مطمئن تھا کہ میں نے جو کچھ کیا۔ حق اور انصاف کو مد نظر رکھ کر کیا ہے۔ اور اسکی بدولت امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

میرے گناہوں اور غفلتوں سے معاف فرمایا۔ اور اپنے فضل کے نیچے بے دیکھا"

اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب یوں در افتشانی کرتے ہیں کہ

یہ بات کہ آپ ان عقائد پر یقین و ائق سے قائم ہیں۔ یہ کوئی اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ عقائد بیکے بھی ہیں ایک مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر ایمان لانے والا بھی اسی طرح یقین و ائق سے ہی ان باتوں کو مانتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے اپنے عقائد پر اطمینان تکمیل کے ایک عیسائی کے مسیح کی الوہیت اور کفارہ پر ایمان لانے کی طرح بتانا کیا ہی شریفانہ فعل ہے۔  
۱۰۔ (۱۱) مولوی محمد علی صاحب اپنی اس نگاہ پر اس کے ذکر کرتے ہیں باوجود مسیح کے سائن ہونے کے اس یقین پر ہوتی تھی کہ مجھے طاعون ہو گیا ہے ایک ذاتی حملہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق لکھتے ہیں کہ "آپ نے یزاتی حملہ پر مجھ پر کیا ہے اس کو آپ دوسرے لوگوں کے لئے رہنے دیتے جو اپنے بھائیوں کی رتی یا زہنی کمزوریوں کا ذکر کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں ان کا عقائد اورا پرینے کر افرایا اور وہ پانی کے گوشت کھانے کا بوجھ اپنی پیٹھ پر آٹھاتے ہیں۔ تو بہتر تھا" ص ۱۱

(۱۲) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر یہ الزام لگاتے ہیں۔

"کہاں آپ کے وہ دعوے کہ آپچی جماعت کا ایک ایک شخص چوری ڈاکہ ڈالے۔ جیوسٹ فریب۔ عیسائیت پروردیت۔ رہبریت وغیرہ کا علم حاصل کرے" ص ۱۲

(۱۳) لکھتے ہیں۔ "آپ خود گویا خدا بنا چاہتے ہیں" ص ۱۳

(۱۴) "میاں صاحب کرم۔ کوئی بات تو آپ صاحب کہیں۔ خدا شاہ ہے۔ میں ہنسی نہیں کرتا۔ مجھے اس پر رونا آتا ہے۔ کہ مذہب کو آپ نے آکھیل کی صورت کیوں دے رکھی ہے" ص ۱۴

(۱۵) "میاں صاحب یہ آپ کس راہ پر پڑے ہیں اگر ان الفاظ سے لکھتے ہیں کوئی خاص خیال آپ کے سر میں تھا تو اس کو بھی واضح کر دیجئے" ص ۱۵

(۱۶) "میں اس سے بھی اہل سکہ پر تو کچھ روشنی نہ پڑی۔ بلکہ اور بھی زیادہ بات کو گول میل کر دیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شخص آپ کے مطلب کو نہیں سمجھ سکا۔ اور ممکن ہے کہ آپ خود بھی نہ سمجھے ہوں" ص ۱۶

(۱۷) "کیا آپ اس دخل کی ایک روپیہ کے زٹ کے برابر بھی عزت نہ کر کے جو محفوظ ہو کر آپ کی جیب میں پھل جاتا ہے۔" ص ۱۷

(۱۸) "وقت پر بازی لے جانے کے لئے آپ ان امور کی قدر اٹھائی کرتے ہیں جیسے ایک تاش کھیلنے والا تاش کے پتوں کی قدر کرتا ہے۔" ص ۱۸

(۱۹) "وہ چالاک لوگ جو آپ کو دھوکہ دے لیتے ہیں بیشک نظر ناک دشمن اسلام ہیں۔ اگر آپ خود بھی ان کی باتوں کا بغیر سوچے سمجھے متبع کر کے اپنے آپ کو اس الزام کے نیچے لارہے ہیں" ص ۱۹

(۲۰) "اسلام میں آپ خطرناک فتنہ پیدا کر رہے ہیں" ص ۲۰  
(۲۱) میں نے دکھانا صرف یہ ہے۔ کہ آپ اپنی غرض کے لئے کیا کیا کچھ کر لیتے ہیں۔ شاید ان لوگوں میں جن کو شہر۔ من تحت اذیم السہما رہم قرار

دیتے ہیں۔ ایسی جو آت کرنے والے کم ہی ہونگے۔ ص ۲۱

(۲۲) اگر کوئی دوسرا شخص اس قسم کی گری ہوئی کارروائی کرے۔ تو آپ اس پر کیا فتویٰ دیں گے۔ لیکن آپ چونکہ خلیفہ ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کے تو انہیں سے شاید مستثنیٰ ہیں" ص ۲۲

(۲۳) "مخلطی سے جبارہ پڑھ کر خود خازن جنت اور دروغہ جہنم میں جھگڑا پیدا کر دیتے ہیں" ص ۲۳

ان بعض حوالجات کو جو ہم نے مولوی محمد علی صاحب کے تازہ رسالے "مرآة الحقیقتہ" کا سرسری مطالعہ کرنے ہوئے اخذ کئے ہیں۔ بالترتیب پڑھنے سے صاف ظاہر ہوا ہے۔ کہ رسالہ لکھتے ہوئے جوں جوں مولوی صاحب آگے بڑھتے گئے ہیں ان کا جوش غضب اور ماوہ پر تندی ترقی کر گیا ہے۔ حتیٰ کہ بد زبان اور بیہودہ سرانی کرتے کرتے وہ اس حد کو پہنچ گئے ہیں۔ کہ انہیں خود بھی مذمت محسوس ہوتی۔ اور وہ اپنی سخت کلامی کا اعتراف کر کے اس کے متعلق عمومی عذر خواہی کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ پیٹ جبر کے گالیاں دینے کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ "یہ لفظ سخت میں۔ گرفتہ ان سے سخت تر ہے" ص ۲۴

یہاں اس سے بحث نہیں کرتے سخت تر ہے یا نہیں۔ کیونکہ جس طرح ہمارے عقائد کو وہ فتنہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ہم ان کے عقائد کے متعلق یقین رکھتے ہیں۔ بلکہ یہاں سوال یہ ہے۔ کہ کیا اس قسم کے الفاظ کسی مذہب اور بااخلاق انسان کے فہم و زبان سے نکل سکتے ہیں۔ اور کیا اس قسم کی مسالواتوں کا نام مولوی محمد علی صاحب شریفانہ سلوک کہتے ہیں۔ کاش وہ اپنے گریبان میں جتنے ڈال کر بکھیر

اور بتائیں کہ اگر اسٹیٹس کے سلوک کو شریفانہ سلوک کہنا جائے تو ہے۔ ڈیپٹر ریڈیو نے سلوک کیا ہوتا ہے۔ ہمیں خود تو لفظ "چالاکی" اتنا گراں محسوس ہوا تھا کہ اس کی معافی کا خاص طور پر اعلان کر کے انہیں اپنی ذلت برداشت کا ڈھنڈورا پیٹنا پڑا تھا۔ لیکن خود انہوں نے ایسے نازیبا اور غیر مذہب الفاظ استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا جو کسی شریف انسان کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکتے۔

کاش مولوی محمد علی صاحب اپنی اس اخلاقی موت سے ہی اپنے حق و باطل پر ہونے کا اندازہ لگاتے، ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خواہ وہ سخت کلای اور بزبان میں کتنا ہی بڑھ جائیں۔ اس سے سوائے اپنے گندے اخلاق بری عادات کا ثبوت دینے کے ہمیں کچھ نہیں حاصل ہو سکتا۔

اس موقع پر عزیز مہدین کو ہم اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ذرا صبر اور رشتی سے انکس ہو کر اس شخص کے اخلاق پر توجہ کریں جس کے خیالات کو وہ صحیح اور درست سمجھتے ہوئے ہیں اور جسے اپنے امیر تسلیم کرتے ہیں۔ کیا ایک مذہبی جہت کے امیر کے ایسے ہی اخلاق ہونے چاہئیں جیسے مولوی محمد علی صاحب کے ہیں اور جن کا نونہ اور پردہ پایا جا چکا ہے۔

امیر ہے کہ مجھدار صاحب غور کریں گے اور مولوی محمد علی صاحب کے دن بدن گرتے ہوئے اخلاق سے نفرت کا اظہار کرنے سے باز نہ رہیں گے۔ مولوی محمد علی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے لاکھ اختلاف سہی لیکن آخر انسانیت اور شرافت بھی تو کوئی چیز ہے۔ عداوت اور بغض میں اس قدر اندھا ہو جانا کہ مولوی انصاف کو بھی بالائے طاق رکھ کر بازاری طرز کلام اختیار کر لینا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ پس جو ایہ کرتے ہیں اس کو نفرت کرنا ہر ایک شریف انسان کا کام ہے۔

# صلح کے محل کی بنیادیں

## اور نکلے پندرہ ستر انتہا پسندوں کی امیدیں

چار سو چار سال کے بعد قیامت خیز جنگ کے ختم ہونے پر اب جبکہ ہر ایک شخص کی آنکھیں صبح کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ خداوندان صلح کن اصول اور کن شرائط کو بنیادیں قرار دیکر صلح کا خوشحال کرنے کی کوشش کر رہے۔

پہلی شرط تو یہ بتلائی جاتی ہے کہ اقوام عالم کی ایک انجمن قائم کی جائے۔ جو اقتصادی اور جنگی ذرائع سے دنیا میں امن پھیلانے کی کوشش کرے دوسری یہ کہ چھوٹی قوموں کو ان کے حسب پسند حالات میں چھوڑ دیا جائے۔ مثلاً سریوں کو پونا پونوں۔ اور آرمینیوں کو ان کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے۔ آزاد کر دیا جائے۔

(۳) یہ کہ جرمنی نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ تو آباؤ اجداد کی حکومت کے لئے سراسر نااہل ہے۔ اس لئے اس کی نوآبادیاں اسے واپس ردی جائیں۔ تاکہ کسی دوسری قابل حکومت کے سپرد کی جائیں۔

(۴) سامان حرب کی تیاری بند کر دیا جائے۔ اور جہاں تک ہو سکے اقوام عالم کو بحری اور بری اشیاء بنانے سے منع کر دیا جائے۔ جب سامان حرب نہ ہوگا تو جنگ کا بسا خورشید نہ رہیگا۔ جنگ سے پیشتر برطانیہ اور امریکہ ہی دو عظیم طاقتیں تھیں جنہوں نے جبرہ جنگی ملازمت کے قواعد جاری نہیں کئے۔

(۵) روس صدیوں سے سمندر و احوال کرنے

کے لئے ترکوں سے لڑتے رہے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ ان کو سمندر میں داخل ہونے کی راہ دیکھا جائے۔ (۶) ہوساٹک اس جنگ عظیم سے تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ ان کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔ اور نقصان کنندگان سے ہر جائز دلا یا جائے۔

(۷) آلسس لوہین۔ فرانس کے حوالہ کیا جائے۔ اور اطالوی علاقہ جات اطالیہ کے سپرد کر دیئے جائیں۔

(۸) پولینڈ کے طویل عرصہ مصائب کو ختم کر دیا جائے۔ اور آزاد اقوام کے درمیان اعلیٰ بھی ایک آزاد ریاست ساحل سمندر پر قائم کی جائے۔

(۹) ان اقوام کے جو اقوام عالم کی انجمن میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ پوشیدہ سیاسی عہد نامے منسوخ کئے جائیں۔ کیونکہ جس طرح تازہ ہوا اور کھلی روشنی انسانی صحت کے لئے ضروری ہے اسی طرح سیاسی عہد نامہ بھی کھلے طور پر ہونے ضروری ہیں۔

۱۰۔ امیروں کی امارت اور غریبوں کا افلاس دونوں کو کم کرنا چاہئے۔ جو اقوام آزاد نہیں۔ ان کو آزاد کیا جائے۔ اور جو مظلوم ہیں ان کی شکایات کم کی جائیں۔ جب تمام لوگوں نے زمین پر امن کی سلطنت قائم کرنے میں مشترک سعی کی ہے۔ اور آزادی کے لئے یکساں مصائب برداشت کئے ہیں تو چاہئے کہ امیر و غریب ادنیٰ در ادنیٰ اور آزاد و مظلوم کا فرق (۱۱)۔ رہا کر دیا جائے۔

ان شرائط کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جمہوریت امریکہ کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر ولسن کے تجویز کردہ جو وہ اصول صلح پر مبنی ہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاوے۔ موقوف علوم ہوتی ہیں۔ انہیں شرائط کا حوالہ دیکر ہندوستان کے انتہا پسندوں نے ہوم رول کا مطالبہ بہت روز دار الفاظ میں کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ

حال ہی میں انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۶- دسمبر ۱۹۱۸ء میں حکیم محمد رحیل خان صاحب نے بحیثیت چیرمین رپیشن کمیٹی جو پسیج وی ہے اس میں انھوں نے کہا کہ ڈاکٹر دسن پریزیڈنٹ امریکہ کے مشہور اصول صلح میں سے سیلف ڈیٹرمینیشن بحق انتخاب حکومت کے اصول اور صلح کی کانفرنس میں اس کے زیر بحث آنے کے یقین نے ہندوستان میں حق انتخاب حکومت کی ایک تازہ لہر پیدا کر دی جو وسعت پذیر نظر آرہی ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اجلاس جو صحیح معنی میں ہندوستان کی قائم مقام کر رہا ہے اس لہر سے بہت کچھ متاثر ہے۔

عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب دنیا کا نظام حکومت بدل رہا ہے۔ اور برٹش گورنمنٹ جس نے حق اور راستی کے لئے اتنی بڑی عظیم الشان جنگ کا ہار اپنے کندھوں پر بپا تھا ڈاکٹر دسن کے تمام بنیادی اصول کے ساتھ اتفاق اور بہت چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو "حق انتخاب حکومت" دیتے جانے پر اصرار کر رہی ہے۔ تو وہ اس ہندوستان کو جس نے اپنی جان و مال اور دوسری تمام قسم کی قربانیوں سے جو اس جنگ کے لئے ضروری تھیں شکرست کی ہے۔ کیونکہ اس عام عدل و انصاف سے محروم کر سکتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس خیال کے ساتھ آپ سب اتفاق کریں گے۔ کہ جب آئرلینڈ کو باوجود اس کے ایک گروہ کی ان باغیانہ سازشوں کے جو اس نے دشمن کے ساتھ کیں۔ اور باوجود اس عام کوشش کے جو اس نے بھرتی کے حکم کے خلاف کی اور باوجود اس ہم اور کھلی ناراضگی کے جس کا اس نے مسلسل طور پر گزشتہ اور اس صدی میں اظہار کیا ہو م رول دیا جاسکتا ہے۔ اور وہ سیلف ڈیٹرمینیشن کے حق کو حاصل کر سکتا ہے۔ تو وہ ہندوستان جس نے گورنمنٹ کی ہر ایک آواز پر لبیک کہا ہو اور جس کی گراہیاں اور کی ستائش ملک منظم۔ وزیر امور سکریٹری آف سٹیٹ سے لیکر وائسرائے ہندوستان تک نے

کی ہو۔ کیونکہ ان فائدوں سے محروم رہ سکتا ہے جو طاقتور قومیں دنیا کے تبدیل نظام حکومت کے ساتھ ساتھ کمزور اور مظلوم قوموں کو دوبارہ دے رہی ہیں۔

ہمارے خیال میں ہندوستان کے انتہا پسندوں کا یہ مطالبہ اگر پقبل از وقت ہے کیونکہ تا حال اہل ہند ان صفات سے متصف نہیں ہیں۔ جو ہوم رول کے لئے ضروری ہیں۔ تاہم جن اصول پر صلح ہوتے والی ہیں ان کو مد نظر رکھ کر یہ امید رکھنا نامناسب نہ ہو گا کہ گورنمنٹ برطانیہ اہل ہند کو موجودہ حالت کی نسبت زیادہ حقوق دینے سے دریغ نہ کرے گی۔ اور آہستہ آہستہ سیلف گورنمنٹ کے حاصل کرنے کے قابل بننے کا ضرور موقع دیگی۔

## کھوٹا پیسہ

پیسہ اخبار کے متعلق گزشتہ پرچوں میں ہم نے ضرورتاً باوجود نوٹ لکھے تھے۔ ان کے جواب میں "ایک مسلمان" پیسہ میں لکھا ہے کہ اخبار عام راکا آئینہ ہوتا ہے۔ جس میں خود ایڈیٹر کی رائے کے خلاف تحریریں بھی درج ہوتی ہیں۔ جبکہ ہر پرچہ میں عنوان مراسلات کے نیچے لکھا جاتا ہے کہ ایڈیٹر مراسلت نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں۔ تو پھر اوروں کے خیالات اور تحریروں کی بنا پر خود پیسہ اخبار کو ہر طرف دشمن و تشنیع بنانا کس قدر ظلم ہے؟

معلوم ہوتا ہے۔ یہ الفاظ "ایک مسلمان" کی نقاب چہرہ پر ڈال کر ایڈیٹر صاحب نے اس لئے شائع کئے ہیں۔ کہ ان کے متعلق بھی انہیں مذکورہ بالا الفاظ ہی دوہرانے کا حق حاصل ہے۔ ورنہ کسی اور مسلمان "کو کیا ضرورت تھی کہ ایک ایسے امر کے متعلق کچھ لکھتا۔ جو خاص ایڈیٹر صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے؟

خیر کچھ ہی ہوسکتا ہے تو پھر بھی پیسہ کے کھوٹے پن پر امنوس ہی کریں گے۔ کیونکہ ہمارے اعتراضات کے جواب میں تو وہ اخبار کو "عام رائے کا آئینہ" قرار دیتا ہے۔ یہاں تک وسعت جو صلح ظاہر کرتا ہے کہ اس اخبار میں "خود ایڈیٹر کی رائے کے خلاف

تحریریں بھی درج ہوتی ہیں" لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب میں اتنی بھی اخلاقی جرأت نہیں ہے کہ کسی کے خلاف جو تحریریں شائع کریں اس کا جواب ہی شائع کریں۔ حالانکہ ایسا کرنا اصول اخبار نویسی کے لحاظ سے بھی ان کے فرائض میں داخل ہے کیا یہ ٹھیک نہیں۔ کہ جب پچھلے دنوں آریوں کے ساتھ ہمارے ایک مناظر کا مباحثہ ہوا اور اس کے متعلق پیسہ اخبار میں بالکل غلط اور جھوٹی تحریر شائع ہوئی تو اس کے جواب میں ایک تحریر ایڈیٹر صاحب نے شائع

کو ایک آدمی نے خود جا کر دی۔ جس کے شائع کرنے سے انھوں نے انکار کر دیا۔ اگر یہ درست ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔ تو پھر پیسہ اخبار کو یہ کہنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ عام رائے کا آئینہ ہے صرف یہ لکھ دینے سے کہ "ایڈیٹر مراسلت نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں" عام رائے کا آئینہ نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ کسی کے متعلق کوئی تحریر شائع کرنے پر اس کا جواب بھی بخندہ بیشانی درج نہ کرے ورنہ کہنا پڑے گا کہ جو تحریریں اس کی منشاء کے مطابق ہوتی ہیں اور جن سے اسے اتفاق ہوتا ہے۔ وہی شائع ہوتی ہیں۔ اور ایسی صورت میں ہمارا حق ہے۔ کہ ایسی تحریروں کے متعلق جو شریعت کے خلاف ہوں نوٹس دینے ہوتے پیسہ کا کھوٹا پن بھی ظاہر کر دیں۔

اخیر میں ہم پیسہ اخبار کو شورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنا پ شتاپ تحریریں درج کرنے سے احتراز کیا کرے۔ ہاں اگر صفحات سیاہ کرنے سے ہی عرض ہوتی ہے۔ تو یہ اور بات ہے۔

# درس قرآن کریم کے نوٹ

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ غلام نبی بلا نوی)

Digitized by Khilafat Library

## سورہ رعد رکوع سوم

(۲۹ - ۶۰)

تیرہ سو سال پہلے سے بتا دیا ہوا ہے۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو  
یہ بتانے کے لیے بیان کیا ہے۔ کہ چونکہ اسلام ایک نہایت اعلیٰ درجہ  
کی کارآمد چیز ہے۔ اس لیے اس سے تعلق رکھنے والے اور  
اسے قبول کرنے والے ضرور قائم رہیں گے۔ اور جو اسلام کے  
مخالف ہوں گے۔ وہ اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے۔ چنانچہ  
ولائت کے روئے کوئی مذہب اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

تو بتایا کہ تمام چیزوں میں مقابلہ ہے۔ اس کے لیے یہ یاد رکھنا چاہیے  
اے ماہرین! انفس الناس فیہم کف من الارض جو ناکارہ ہوتی ہیں  
وہ مٹائی جاتی ہیں اور جو عمدہ ہوتی تو وہ قائم رکھی جاتی ہیں۔ چونکہ اسلام  
معینہ بابرکت چیز ہے۔ اس لیے قائم رہیگا۔ اور وہ کسی مذہب  
میں کسی قسم کے نقصان میں۔ اس لیے وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے  
اور اسے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔ بلکہ آہستہ آہستہ مٹ جائیں گے۔

**عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتا**۔

یہی ہے جو قرآن کریم کا قاعدہ  
توجہ دلانے کا کوئی موقعہ جانے نہیں دیتا۔ یہ مسئلہ بیان کرنے کے بعد  
فرماتا ہے **اَفَمَنْ يَخْتَلِكُ اٰتِمًا اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ  
الْحَقَّ كَقَوْلِ هُوَ اَعْبَدِي اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ**  
فرمایا۔ کیا وہ جو جانتا ہے اس کو جو کچھ تیرے رب کی طرف سے  
تجھ پر نازل ہوا ہے۔ کیا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ جو عالمی

کارآمد چیز قائم رہتی ہے اور بے کار تباہ ہو جاتی ہے؟

پہلے رکوع میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةً لَقَدْ رَهًا فَاَخْتَلَسْتِ السُّيْلُ زَيْدًا اَرَايَاكَ وَ مِمَّا كُوْنُفِيْدُنْ عَلَيْهِ غِي السَّارِ اِبْتِغَاءَ حَلِيْمَةٍ اَوْ مَتَاعٍ رَبِّدًا مِثْلَهُ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ هُ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ه**

اس سے خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ جو قسم  
کی چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں۔ ایک ایسی جو کارآمد ہوتی ہیں۔ اور دوسری  
وہ جو ناکارہ ہوتی ہیں۔ اور ان کا کوئی قاعدہ نہیں ہوتا۔ جو کارآمد ہوتی ہیں  
وہی ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ اور جو ناکارہ ہوتی ہیں۔ وہ ضائع اور برباد  
ہو جاتی ہیں۔ یہ منجر کا قاعدہ ہے۔ مثلاً جسم انسان میں ہی دیکھئے  
جو چیزیں انسان کھاتا ہے ان کا جو حصہ جزو بدن بنتا ہوتا ہے۔ وہ تو جسم  
میں داخل ہو جاتا ہے اور جو ناکارہ ہوتا ہے۔ وہ ہاتھ یا پاؤں۔ پسینہ  
بغم وغیرہ کے ذریعہ نکال دیا جاتا ہے۔ پھر انسانی جسم پھوٹوں  
پھنسیوں کے ذریعہ جو ناکارہ ہو جاتا ہے اسے نکال دیا جاتا ہے  
ہے۔ تو جو چیزیں کارآمد ہوتی ہیں وہ قائم رہتی ہیں۔ اور جو ناکارہ ہوتی ہیں  
یہ منہ سے پورے تو اس دریا سے کیا ہے۔ مگر قرآن نے

ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ علمی ایک ایسی چیز ہے جو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض لوگوں کا علم ان کے لئے عمل کا محرک نہیں ہوتا۔ لیکن اسے علم نہیں کہنا چاہئے۔ بلکہ ناقص علم کہنا چاہئے۔ مگر اکثریت اسی طرف ہے کہ کسی بات کا علم ہی اس پر عمل کرنے کا محرک ہوتا ہے۔ پہلے تو خدا تعالیٰ نے یہ اصل بیان کیا ہے کہ معینہ چیز قائم رہتی ہے۔ اور چونکہ اسلام معینہ ہے۔ اس لئے قائم رہیگا۔ اب یہ بتایا کہ کیا ان تو اعدا کو جاننے والا اور نہ جاننے والا مساری ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ ایک وہ ہے۔ جو جانتا ہے۔ کہ روحانی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور ایک اس بات کو جانتا ہی نہیں۔ تو دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ پہلا عمل کر کے روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اور دوسرا جانتا ہی نہیں۔ تو حاصل کیا کرے گا۔ اس لئے فرمایا۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ انما یتذکر اولوا الالباب سورۃ اس کے نہیں کہ نصیحت حاصل کرتے ہیں دانا انسان کیونکہ دانا انسان کو جب ہر امت کی بات ملتی ہے۔ اسے قبول کر لیتا ہے لیکن نادان سمجھ ہی نہیں سکتا کہ فلاں بات سیرے فائدہ کی ہو یا نہیں۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے۔ کہ پہلے یہ بتایا تھا۔ کہ اسلام کے اندر ایسی تعلیم ہے۔ جس کا کوئی ذریعہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسلام ایسی

## اولوا الالباب سے کون لوگ مراد ہیں

تعلیم دیتا ہے۔ جو انسان کی ترقی کا موجب ہے۔ اور دوسرے مذاہب کی ایسی تعلیم ہے۔ جو تنزیل کی طرف لے جاتی ہے۔ پھر بتایا کہ اسلام کی تعلیم سے واقف ہونا اور اس کا علم رکھنا ضروری ہے۔ اب مسلمانوں کو بتایا کہ تم کو اولوا الالباب بننا چاہئے۔ لیکن چونکہ علم کا سوائے عمل کے کچھ فائدہ نہیں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ عالم جاہل سے بہتر ہے۔ لیکن صرف علم جب تک کہ اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ ایسا مفید نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ وہ درحقیقت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ تمہیں علم قبول کیا اب چاہئے کہ اس پر عمل کر کے دکھاؤ۔ تاکہ تمہیں دینی اور دنیوی ترقیاں حاصل ہوں۔ رہا یہ کہ مسلمانوں کا کیا عمل ہو کہ وہ اسلام کی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ دانا بن جاؤ۔ وہ دانا نہیں۔ جو آج کل لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ دانا یہ ہوتے ہیں۔ کہ الذین یؤمنون بحدی اللہ و لکن لم یصلوا الی اللہ لیسوا من الغافلین اللہ تعالیٰ نے ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سے تعلق رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی جن سے تعلقات رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ ان سے تعلقات رکھتے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے تعلق جوڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہوتے ہیں۔ ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو فرمایا خدا نے جن سے تعلق رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو ملاتے ہیں۔ یعنی ان سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ پھر ان میں اعلیٰ درجہ کی یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

پھر اولوا الالباب وہ ہیں۔ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یؤمنوا و یحشون رعبکم و یحشون رعبکم و یحشون رعبکم و یحشون رعبکم

## اولوا الالباب کی دوسری صفت

الحساب جو ملاتے ہیں اس کو جس کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے۔ یعنی جن سے تعلقات رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ ان سے تعلقات رکھتے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے تعلق جوڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہوتے ہیں۔ ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو فرمایا خدا نے جن سے تعلق رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو ملاتے ہیں۔ یعنی ان سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ پھر ان میں اعلیٰ درجہ کی یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

یحشون رعبکم یعنی خدا تعالیٰ نے عجیب بات بیان فرمائی ہے کہ کسی شخص نے اپنی کم علمی سے۔ یا شاید کسی اور بات کو مد نظر رکھ کر کہا ہے۔ کہ مہلے سے گراؤ اگر گستاخ۔ مگر اس زمانہ میں بہت ہی بڑے لوگ ہیں۔ استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک شخص اپنے باپ سے یا ایک



خداوم اپنے آقا سے گستاخی کر کے کہتا ہے۔ کرم ہائے تو مارا کر گستاخ  
 کہ تیری سرہانیوں نے مجھے گستاخی کرنے کی جرات دلائی۔ حالانکہ  
 کرم گستاخ نہیں بنایا کرتے۔ بلکہ وہ اور زیادہ مطیع و فرمانبردار بناتے  
 ہیں۔ اور اس سے زیادہ نالائق اور بدتر کون ہو سکتا ہے جو کرم  
 کرنے والے کا لشکر یہ ادا کرنے اور اس کے سامنے ہلنے سے بھی زیادہ ٹھیک  
 جانے کی بجائے اس کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے۔ لیکن آج کل  
 یہی بات بہت پھیلی ہوئی ہے۔ کہ کرم گستاخ بنا رہتے ہیں۔ جس کی وجہ  
 یہ ہے۔ کہ لوگوں کی اخلاقی حالت بہت گرچی ہے۔ اور ان کی فطرتیں  
 بگڑ چکی ہیں۔ ورنہ کسی صحیح فطرت کے انسان کے رہم میں بھی یہ بات  
 نہیں آ سکتی۔ کہ کرم انسان کو گستاخ بنا دیتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ  
 نے فطرت صحیح رکھنے والے لوگوں کے متعلق ہی فرمایا ہے۔ کہ وہ  
 یخمشون رکھم اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ یخمشون  
 الفہار یا یخمشون اللدیان یا یخمشون الشملہ یا الخلق۔  
 بلکہ یخمشون رکھم فرمایا۔ یعنی ان کی خشیت خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت  
 کے ماتحت ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں کہنے کہ کرم ہائے تو مارا کر گستاخ۔ بلکہ وہ  
 جس قدر خدا کی ربوبیت دیکھتے ہیں اسی قدر ان کی خشیت بڑھتی جاتی ہے  
 یہ فطرت صحیح والے لوگ ہوتے ہیں۔ جو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ احسان اور کرم  
 انسان کو نرم کر دیتا ہے۔ نہ کہ گستاخ بنا دیتا ہے۔ اس لئے ان کے اندر  
 یہ صفت پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتے ہیں۔ مگر ان میں  
 خشیت پیدا ہوتی ہے ربوبیت کی صفت کے ماتحت۔  
 خشیت کے معنی یاد رکھنے چاہئیں۔ اس کے معنی ڈر کے نہیں  
 بلکہ یہ لفظ ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ کسی کی شان اور عظمت  
 کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو کہ میں کوئی ایسی بات نہ کر سکیں۔ جس سے  
 میرا عین مجھ پر ناراض ہو جائے۔ خشیت زیادہ تر اجلال اور عظمت کو  
 مد نظر رکھتے ہوئے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبات پیدا ہوں  
 ان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تو ان کے دل میں خدا کی خشیت ہوتی  
 ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ خدا کے سزا دینے کا خیال ہوتا ہے۔ بلکہ اس  
 لئے کہ وہ ان کا رب ہے۔ اور اس کے ان پر بے شمار احسان ہیں۔  
 پھر اس کی سزا دینے والی صفات سے انہیں خوف بھی ہوتا ہے  
 یعنی ایک طرف تو ربوبیت کی صفات ان کے اندر خشیت پیدا کرتی  
 ہیں۔ اور دوسری طرف سزا دینے والی صفات خوف پیدا کرتی ہیں  
 اور اس طرح ان کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔

اولوالباب کی تیسری صفت پھر وہ دانا لوگ جو اسلام  
 کی تعلیم کی وجہ سے غالب

ہونگے۔ وہ ہیں جو وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ  
 وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَالْفَضْلَ مَا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا  
 وَعَلَا نِيَةً وَيَدْرُؤُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَئِكَ  
 لَهُمْ عُقُوبَى اللَّهِ أَرَبِهِ صبر کرتے ہیں۔ خدا کی رضا کے لئے۔ صبر کے  
 معنی عربی میں روکنے کے ہیں۔ اس لئے کئی طریق سے استعمال ہوتا ہے  
 (۱) نیکیوں پر اپنے آپ کو روکنا۔ یعنی صابر اس کو کہتے ہیں۔ جو  
 خدا کے احکام کے کرنے پر اپنے آپ کو روک لیتا ہے۔ اور ان سے  
 ادھر ادھر نہیں ہٹتا۔ (۲) یہ کہ جن باتوں سے خدا نے روکا ہو اسے  
 ان سے روکتا ہے۔ (۳) یہ کہ مصائب اور آفات کے وقت جزع و فرغ  
 سے روکنے والا ہوتا ہے۔ اس آیت میں یہ تینوں معنی استعمال ہو سکتے  
 ہیں۔

**صبر کے ایک معنی** اول یہ کہ اولوالباب وہ ہوتے ہیں۔ جو نیکیوں  
 پر قائم رہتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ لوگ انہیں  
 اچھا کہیں اور ان کی تعریف کریں۔ اکثر لوگ محض دکھلاوے کے لئے  
 نمازیں پڑھتے روزے رکھتے۔ اور حج کرتے ہیں۔ ان کے مد نظر اللہ کی  
 رضا نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ غالب ہوئے والے نہیں ہوتے۔ کیونکہ  
 نتائج اسی حالت میں نکل سکتے ہیں۔ جبکہ خدا کے لئے کوئی کام کیا جائے  
 رکھیو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے بھی چھ مہینے روزے رکھے  
 اور آپ سے زیادہ عبادتیں کرنے والے بھی موجود تھے۔ پھر ان کو  
 وہ منصب کیوں نہ مل گیا۔ جو حضرت صاحب کو ملا۔ اس لئے کہ ان  
 کی عبادتیں خدا کے لئے نہ تھیں۔

تو فرمایا کہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اگر صبر کریں گے۔ تو کامیاب  
 ہوں گے۔

**صبر کے دوسرے معنی** پھر دوسرے معنی یہ کہ اگر دواہی سے  
 بچیں گے۔ تو کامیاب ہوں گے۔ کبھی  
 انسان دنیا کی بدنامی کے خوف سے کوئی بڑا فعل کرنے سے رکتا  
 ہے۔ کبھی سزا کے ڈر سے بچتا ہے۔ لیکن اس قسم کا بچنا نہ تو نیکی  
 اور تقویٰ کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ اور نہ ایسے لوگوں کے مد نظر خدا  
 کی رضا ہوتی ہے۔ ہاں جو خدا کے خوف اور ڈر سے اور اس کی  
 خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بچتے ہیں۔ وہ کامیاب ہوتے ہیں۔  
**صبر کے تیسرے معنی** تیسرے معنی تکلیف کے وقت جنوع و فرغ  
 نہ کرنے کے ہیں۔ بہت لوگ ایسے

ہوتے ہیں کہ جب کوئی انہیں دکھ دیتا ہے۔ تو وہ خاموش ہو جاتے  
 ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ کچھ

کننے کی طاقت نہیں رکھتے ڈا اس لئے کہ سامنے کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ درپڑھ  
فقصان پہنچانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ یا بعض بے غیرت ہوتے ہیں  
وہ اپنی تحقیر اور تذلیل کے الفاظ سن کر ہنس دیتے ہیں۔ یا بعض کم ہمتی کی  
وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگ صابر نہیں کہلا سکتے۔

**صبر کی بنیظیر مثال** | قرآن کریم کے رو سے صابر وہی ہے۔ جن میں  
عزت۔ ہمت۔ طاقت ہو۔ اور بدل لینے

کا موقع بھی ملے۔ مگر وہ صرف خدا کے لئے بدل نہ لیں۔ جیسا کہ رسول کریم  
نے کیا۔ عزت تھی تو اتنی۔ کہ کفار نے سارا زور لگا لیا۔ کہ خدا کا نام نہ لیں  
اور جو چاہتے ہیں۔ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آپ نے ہی جواب دیا  
کہ لگے سورج کو میرے دائیں۔ اور چاند کو بائیں لاکر رکھ دیا جیسے تو بھی میں  
خدا کا نام لینے اور اس کی طرف لوگوں کو بلائے باز نہیں آؤنگا۔ حتیٰ کہ آپ  
کے چچا جنہوں نے آپ کو پالا تھا۔ کہا کہ ایسا نہ کرو۔ اس سے تمام لوگ دشمن  
ہو جائیں گے۔ تو آپ نے کہا کہ آپ اعلان کر دیں۔ کہ مجھ سے آپ کا کوئی  
تعلق نہیں۔ میں اس سے کبھی باز نہیں رہ سکتا۔

پھر جب آپ طائف گئے اور لوگوں نے اینٹ پتھر آپ پر پھینکے۔ اور  
آپ لہو لہان ہو کر واپس آئے تو راستہ میں فرشتہ ملا۔ جس نے کہا کہ  
اگر آپ کہیں۔ تو ابھی زلزلہ سے یہ سب لوگ تباہ کر دیئے جائیں۔ فرمایا  
نہیں یہ سب لوگ نارادان ہیں۔ جانتے نہیں۔ ممکن ہے۔ ان کے بعد آنے  
والے سمجھ جائیں۔ پھر آپ میں بہت تھی تو ایسی کہ بڑے بڑے صحابہ حیران  
رہتے تھے۔ کہ آپ کس طرح کام سرانجام دیتے ہیں۔ آپ دین کو قائم  
کرنے کے لئے لوگوں کو تعلیم بھی دیتے تھے۔ اسپر سب سے بڑھ کر عمل  
بھی کرتے تھے اور پھر سیاست بھی کرتے تھے۔

پس آپ میں عزت بھی تھی۔ ہمت بھی تھی۔ پھر اس کے ساتھ طاقت  
بھی تھی۔ اور پھر آخر وقت تھی۔ لیکن جب بدل لینے کا وقت آیا۔ تو کدی لایا  
تشریب علیکم الیوم۔ یہ صبر کی ایسی اعلیٰ درجہ کی مثال ہے۔ کہ جیسی اور  
کہیں نہیں مل سکتی۔ اور ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ کہ صبر دکھلانے کے  
وقت اس کو پیش نظر رکھے۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولوالالباب صبر کرنے  
ہیں۔ یعنی بیویوں سے بچتے ہیں۔ نیکیوں پر قائم رہتے ہیں۔ اور مصائب  
کے وقت جزع جزع نہیں کرتے۔ مگر اس لئے نہیں کہ بے ہمت بے غیرت  
ہوتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ خدا کی رضا مندی چاہتے ہیں۔

**اولوالالباب کی چوتھی** | پھر وہ سزا پڑھتے ہیں۔ اور خرچ کرتے ہیں  
ظاہرہ اور پوشیدہ۔ اور ان کے اندر یہ

اور پانچویں صفت | بات ہوتی ہے۔ کہ وہ دفع کرتے ہیں۔  
نیکی کے ذریعہ بدی کو۔ نیکی کے ساتھ بدی

کے دور کرنے کے کئی طریق ہیں۔

**نیکی کے ذریعہ برائی** | اول یہ کہ نیک معاملہ کو کے برائی کرنیوالوں  
کی اصلاح کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص  
کے دور کرنے کا پہلا طریق | برابر ہے۔ مومن اس سے نیکی کا سلوک  
کرتا ہے۔ اس سے وہ آہستہ آہستہ

نیکی کی طرف آتا جاتا ہے۔ اور برائی کو ترک کر دیتا ہے۔ بعض لوگ اصلاح  
کرنے کے خیال سے ایسی سختی کرتے ہیں۔ کہ پہلے سے بھی جبری حالت تک  
پہنچا دینے میں۔ لیکن مومن ایسا نہیں کرتے۔ وہ بیویوں کو مشلنے کے  
لئے۔ نیک طریق اختیار کرتے ہیں۔ اور نرمی اور نیک سلوک سے برائیوں  
چھوڑاتے ہیں۔

**دوسرا طریق** | دوسرے یہ کہ نیکیاں کر کے بدی کو مٹاتے ہیں۔ یعنی  
خدا کی پاک تعلیم پر خود عمل کرتے اور ہر دوں کے لئے

نیک نمونہ بنتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے دوسروں کو برائیاں  
چھوڑ کر نیکیاں کرنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ اسی آیت میں  
فرمایا۔ کہ ظاہرہ خرچ کرتے ہیں جس سے اوروں کو بھی خدا کی راہ میں خرچ  
کرنے کی تحریک ہوتی ہے۔

**تیسرا طریق** | تیسرے یہ کہ شرارت کے مقابلہ میں نرم معاملہ کرتے  
ہیں۔ مثلاً ایک سے لڑائی ہوتی ہے وہ شرارت

سے مقابلہ کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ حق دہا لیتا ہے۔ ظلم کرتا ہے  
نا جائزہ باؤ ڈالتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کئی لوگ جوش میں آ کر کہتے  
ہیں۔ کہ ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ فرمایا مومن ایسا نہیں کریں ان کے مقابلہ  
دوسرا خواہ کچھ کرے۔ وہ جائز طریق سے ہی اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔

**چوتھا طریق** | چوتھے یہ کہ کوشش کر کے ہر ایک قسم کی بدی کو مٹانا  
چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا فرض

ہے کہ جس قدر قربانیاں کر سکتا ہو اسلام کے لئے کرے۔ اور برائیوں کے  
مشلنے میں لگا رہے۔

**اولوالالباب کو** | فرمایا یہ جو بتایا گیا ہے۔ کہ فرخ ہوگی۔ یہ یونہی بیٹھے  
بیٹھے نہیں۔ بلکہ یہ باتیں اپنے اندر پیدا کر دیں

**کیا حاصل ہوگا** | تب جیتو گے۔ پھر ہی نہیں کہ اس دنیا میں جیتو گے  
اور کامیاب ہو گے۔ بلکہ جنت عدن

یَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ  
وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ

ان کو جنٹیں ملیں گی۔ عدن کے لئے ہوئے ہیشگی۔ تو ہیشگی کے بارغ  
سے مراد یہ ہے۔ کہ ہمیشہ رہنے والے بارغ ہونگے۔ پھر وہ نعمتیں جو کچھ ہونگی

ہم نہیں جانتے کیا ہوگی نیکو کہ رسول کریم فرماتے ہیں ما لاینین رات ولا اذن سمعت ولا حظ علی قلب لیشر۔ تو دو نعمتیں ایسی نہیں ہونگی۔ جیسی کہ دنیا کی ہوتی ہیں آج میں۔ تو کل نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سبب کی۔ اور یہ اس کے اندر داخل ہونگے۔ اور جو کوئی بھی ان کے ماں باپ بیویوں اور بیٹوں میں سے صلح ہوگا وہ بھی ان کے ساتھ داخل کیا جائیگا۔ اور ملاکہ ان پر روزوں سے داخل ہوں گے۔ اس کے معنی عام طور پر لوگوں سے غلط سمجھے ہیں کیونکہ حدیثوں میں کہیں سات اور کہیں آٹھ دروازوں کا ذکر آجاتا ہے۔ اس کے مراد اتنے ہی دروازے نہیں بلکہ عربی میں یہ الفاظ عام لغت کے لئے آتے ہیں پھر سات کے مراد سات درجات ترقی کے ہوسکتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے اعمال کسی شخص کے ہونگے اتنے دروازے سے ملاکہ داخل ہوکر کیسے کہ کھارا فلان کام صلح نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا تھیں اجر ملے گا۔ اور وہ کہے

سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَّحْتُمْ فَنَحْنُ مِنْ عَقَبَى الدَّارِ سَلَامَتِیْ ہُوَ تَمَّ بِرُكْمِیْ  
پرتا تم رہے پس دیکھو کہ کیا عمدہ وار رہے۔

**جو اولوالالباب**  
نہیں نہیں گے۔ ان  
سے کیا سلوک ہوگا

یَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ  
وَلَيُطْعَمُونَ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ  
تَوَصُّلِ رُفُسِهِمْ فِي الْآرْضِ  
اولیاء اللہ کے عہد کو توڑیں گے۔  
اور جس کو اللہ نے حکم دیا ہے لڑنے کے منقطع  
رہیں گے۔ اور زمین میں فساد کریں گے۔  
انھیں نظر ناک سزا میں ملیں گی۔ اور

ان کے لئے بہت برا ٹھکانا ہوگا۔ اللہ یَنْقُضُ  
الرِّبْتَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ وَيُؤْتِيهِمُ الْآيَةَ وَالْحَيَاةَ الدُّنْيَا  
فِي الْآخِرَةِ الْآخِرَةُ اَرْبَعًا اَرْبَعًا  
تینگی اور کشائش ہوتی ہے۔ جو خدا کے حکموں  
کو اٹھیں گے وہی جیتیں گے۔ اور جو نہیں مانیں گے  
وہ تباہ ہونگے۔

یہ لوگ وہی زندگی پر خوش ہو گئے ہیں۔  
حالانکہ یہ آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں  
آخرت کے مقابلہ میں ایک عارضی لذت ہے

## دو گنگ مشن سے مطالبہ

خواجہ کمال الدین صاحب نے احمدیوں کی پرہیز  
کر کے ہوتے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ  
کے صحیح حکم کے خلاف غیر احمدیوں سے تعلقات پیدا  
کئے تو اس لئے کہ ان سے روپیہ حاصل کریں۔ پھر  
انہوں نے ولایت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کا نام لینا سم قائل بنایا تو اس لئے کہ غیر احمدی  
ان کی جھوٹی بھرتے رہیں۔ پھر جو وہ انہوں نے احمدیت  
کی خصوصیات کو پس پشت ڈالا۔ تو اس لئے کہ  
غیر احمدی انھیں احمدی سمجھ کر روپیہ دینا بند نہ کریں  
اس قسم کی کوششوں سے گو انھیں روپیہ تو حاصل  
ہو گیا۔ اور ہو رہا ہے۔ لیکن ان روپیہ دینے  
والوں نے ان کے جو مطالبہ شروع کیا ہے۔ اور  
جس کے کرنے کا ان لوگوں کو پورا پورا حق حاصل ہے  
اس کے پورا کرنے میں یقیناً خواجہ صاحب کو مشکل پیش  
آئیگی۔

وہ مطالبہ کسی شخص سے سنیہ موسیٰ از پونا سے  
بذریعہ میسر اخبار اس طرح کیا ہے۔ کہ  
"خواجہ کمال الدین صاحب اپنے رسالہ  
انگریزی ماہ اپریل میں اعلان کرتے ہیں۔ کہ  
ایک بیڈی مسلمان ہو گئی اور ایک سپاہی ملین  
جنگ میں مسلمان ہو گیا۔ بیڈی نے لڑنے کی کچھ نام

بتلاتے ہیں۔ نہ سپاہی کا۔ ایسا ہی جون میں اعلان  
ہوتا ہے۔ دو سوزیہ یودی مسلمان ہو گئے۔ یہ  
بھی بے نام بے نشان۔ پھر جولائی میں اعلان  
ہوتا ہے۔ کہ ایک انگریز بیڈی مسلمان ہو گئی  
کیا ایسے میں اعلان قابل اعتبار اور موجب  
تشفی ہو سکتے ہیں۔ اور کیا اسی کے واسطے  
ہزاروں روپیہ غریب مسلمانوں کا اس قحط سالی  
میں کھینچا جا رہا ہے۔ ہیں کوئی بڑی نہیں مگر  
قوم کا حق ہے کہ اپنی تشفی چاہے۔ کوئی مسلمان  
اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں کہ اس  
قدر پردہ واری میں کیا راز ہے۔ کہیں فرضی  
کارروائی تو نہیں؟

واقعہ میں خواجہ صاحب کے اس قسم کے بے نام  
و نشان اعلان اپنے فرضی ہونیکا یقین دلاتے ہیں۔  
اور ان لوگوں کا جو خواجہ صاحب کو مالی اور دینی  
ہیں۔ حق ہے کہ ان کے متعلق اپنی تسلی چاہیں۔  
بہتر ہو کہ خواجہ صاحب خود تشفی کرانے کی تکلیف  
گوارا فرمائیں۔

## مفید دوا میں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی  
ایہ اللہ بنصرہ نے حکیم ذرا احمد صاحب سکنہ  
اکوہ برار کے تیار کردہ شربت فولاد اور چینی  
کا استعمال فرمایا۔ اور ہر دو روایات کو مفید  
پایا۔ حضرت سفارش فرماتے ہیں۔ کہ حکیم صاحب  
کی روایات ضرور تمہارے دست استعمال فرادیں  
علاوہ مذکورہ بالا دویہ کے حکیم صاحب اردو میں  
بھی تیار کرتے ہیں۔ جن کی تفصیل حکیم صاحب موصوف  
سے مفصلہ ذیل پتہ پر معلوم ہو سکتی ہے۔

حکیم ذرا احمد صاحب اجنا پٹہ۔ اکوہ۔ برار

کتاب حق الیقین مصنفہ مولانا مولوی عبد اللہ  
صاحب بسمل کا احباب ضرور مطالعہ کریں۔ اور مولوی  
صاحب موصوف کی دماغ سوزی کی داد میں قیمت  
نجلد علاوہ محصول ڈاک عدم ہے۔

# یورپ کی خبریں

پارلیمنٹ برطانیہ کا نیا انتخاب - پارلیمنٹ برطانیہ کے نئے انتخاب میں سابق وزیر اعظم مسٹر اسکوٹھ کے کو ایسی شکست ملی ہے۔ کہ آپ معمولی طور پر ممبر پارلیمنٹ بھی نہیں بن سکے۔ مگر موجودہ وزیر اعظم مسٹر لارڈ جارج اپنے حریف کے مقابلہ میں ۳ ہزار دو سو کی زیادتی سے کامیاب ہوئے۔

نئی پارلیمنٹ کا اجلاس - تازہ خبر ہے کہ لندن میں نئی پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس ۲۱ جنوری کو منعقد ہوگا۔

بحری سرنگوں کی معاوضہ فرانس کے ایک سائنسدان نے بیان کیا ہے کہ اگر سدری سرنگیں اچھی طرح مضبوط بنا نہ بھی گئی ہوں۔ تو وہ عرصہ ۲۰ سال تک سندر میں تیرتی رہیں گی۔ اور جب کسی جہاز سے ٹکرائیگی اسے تباہ کر دے گی۔

سابق قیصر جرمن کی حفاظت کیلئے ایک تازہ خبر ہے کہ سابق قیصر جرمن کی حفاظت زندگی کے سب سے بڑے خطر میں لگائی گئی ہے۔ جس کی طرف سے اپنی شائع ہوئی ہے۔ کہ سابق قیصر کو ہنگ کے الزامات سے بے گناہ ثابت کرنے کے لئے معلومات ہم پہنچانی جائیں۔ اس لیگ کے ادارت پر سن ہنری آنت پر دوشیا کو پیش کی گئی تھی۔ مگر اس نے اس سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہنگری کے قیصر کو صدر بنایا جائے۔ تاہم ہنگ کی مہری منظور کرتے ہوئے کہا کہ مجھے توقع ہے کہ شاہی برادری کی طرف سے مجھے شہادت میں جانا پڑے گا۔

جنگ میں اتلاف جہازیں - پیشرو گنڈ اور اتلاف روس کا ایک تازہ نظریہ ہے کہ اس جنگ میں روس کے کل ساڑھے ۶۱ لاکھ آدمی کا دم آتے ۱۰ لاکھ مارے گئے۔ اور ۳۰ لاکھ مجروح ہو گئے اور ۳ لاکھ زخمی ہو گئے۔ اور ۲ لاکھ گرفتار ہوئے۔

# جنگ میں فرانسیسی اتلاف جہازیں

فرانس میں اعلان کیا گیا کہ یکم نومبر تک جنگ میں فرانس کا سب سے زیادہ نقصان جہاز ہوا ہے۔ ہلاک اور ۳۰۰۰ سپاہی - ۱۰ لاکھ ہونے لاپتہ اور ۳ ہزار - سپاہی ۳ لاکھ ہزار اسیران جنگ اور ۸۳ سو سپاہی ۸ لاکھ ہونے لاپتہ ہونے پر فرانسیسی قبضہ ایک فرانسیسی ٹیبلین نے سیم و اتھو جرنی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وجہ سے کہ کئی اسیران جنگ کو جو وہاں نظر بند تھے تم کو رہا ہونے لگا۔

ہنگری ہنگ کا اعلان - ہنگری نے ہنگری کے صدر مقام سے ایک اعلان شائع کیا ہے جس پر فرانس کی تاریخ ہے۔ اس میں جرمن فوج کی تفریق کی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے لکھا ہے کہ یہ فوج معدوم ہو چکی ہے۔ تو وہ لکھی ہے اور اس سے ہتھیار لے لئے گئے ہیں۔ تاہم پیرس کا اخبار میٹریٹ جرنل لکھا ہے کہ جرمن ہنگری ہنگ نے گورنمنٹ جرمنی کو تارویا ہے۔ کہ میرا رازہ غیر جانبدار علاقہ ہے۔ اکیلو میٹر پیچھے ہٹ کر جو عارضی صلح کی رو سے ستر کر گیا تھا۔ ایک نیا ہیٹل مقابلہ قائم کرنے کا ہے۔

جرمن دستوں کی لوٹ مار لندن ۲۹ نومبر - شکاک ہالہ استونیہ کا ایک پیغام منظر ہے۔ کہ استونیہ کی فوج سپا ہو رہی ہے۔ طویل محاذات پر دشمن کی زبردست فوجیں ہیں۔ وہ جرمن فوجیں جو ڈار پاٹ سے واپس ہو رہی ہیں۔ ساحل کے ساتھ ساتھ ریگا کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور لوٹ مار پھا رکھی ہے۔

ریگا میں برطانی تباہ کن جہاز - لندن ۲۹ نومبر - مسٹر اسٹروٹم لین کا ایک پیغام منظر ہے کہ ایک برطانیہ گروزر اور تباہ کن جہاز - ۱۰ نومبر سے ریگا پہنچے ہوئے ہیں۔

ہائینڈ اور قیصر - مسٹر اسٹروٹم ایک اخبار منظر ہے کہ ہائینڈ ہائینڈ ناروے نہیں ہوگا اگر قیصر بیاں سر جلا جائے۔ ان قیصر کے قیصر ہیں۔

# ہندوستان کی خبریں

انتخاب عمدہ داران مسلم لیگ الیوشی ایڈ پر س سے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ آئین میں سربراہ صاحب محمود آباد اور آئین میں سید وزیر حسن آل انڈیا مسلم لیگ کے پریسیڈنٹ و سکریٹری اور سیکریٹری انچارج برائے ہندوستان منتخب کئے گئے۔

ملک معظم کی پریوی کو نیشنل کے جدید ممبران ملک معظم نے آئین میں سربراہ پی سنا کے۔ ان کے سوا کو پریوی کو نیشنل کی ممبری پر مقرر کیا ہے۔

اسیران قسطنطنیہ والیسی - ہندوستان میں ہندوستان کے اسیران جنگ کے ایک گروہ کے جو ہندوستان اسروں اور ۳۱۹ ہندوستانی سپاہیوں پر مشتمل تھا ۲ جنوری کو بوقت صبح کھمبہ میں پہنچا۔

ڈاکٹر لیفرائے کا انتقال - لارڈ شپ کلکتہ اور میٹر پریسیڈنٹ نارائن پٹیل ڈاکٹر لیفرائے یکم جنوری کو فوت ہوئے۔ شب پریسیڈنٹ ہسپتال میں فوت ہوئے۔

بستی میں آتشزدگی - ۲ جنوری کی صبح کو سندھ میں واقع ایک بھاری عمارت میں آتشزدگی ہوئی اور تباہ کیا گیا۔ تباہی کے قریباً ۲ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

کلکتہ میں آتشزدگی - یکم جنوری کی شب کو اسٹیٹس میں ایک شدید آتشزدگی ہوئی۔ کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔

مدرا میں آتشزدگی - یکم جنوری کو مدرا پارک میں آتشزدگی کے وقت پر سیلہ کے نزدیک مشرقی کونہ میں آتشزدگی ہوئی۔ پیشتر اس کے ایک اور بجھن کے ذریعہ آگ بجھائی جلتے بہت نقصان ہوگا۔

پارلیمنٹ کے انتخاب میں ناکامی ایک ہندوستانی برسر طرا چند جی میز لیلڈ کی طرف سے انتخاب کے جلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ناکام رہا۔